© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

بنی اسرائیل میں ملوک کی حیثیت

سوال: آپ کی خدمت میں ایک مشہور ادیب اور مفسر قرآن کی ایک قرآنی تحقیق بغرض تبصرہ وتنقید یا تائید و توثیق ارسال خدمت ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس پر بحث کریں اور کم از کم اتنی تفصیل کے ساتھ کہ بات بالکل منقح ہو جائے، وہ قرآنی تحقیق یہ ہے:

"پارہ سیقول میں ختم کے قریب، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۴۶ یہ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (اے مخاطب) کیا تجھے زمانہ موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی جماعت کا حال معلوم نہیں جب ان لوگوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لیے ایک سردار مقرر کر دیجیے جس کی ماتحتی میں ہم راہ خدا میں جہاد کریں۔ ـــ تھوڑی سی قیل و قال کے بعد وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا، ان کے پیغمبر نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمھارے لیے سردار طالوت کو مقرر کر دیا ہے۔ یہ طالوت کون تھے اور کیسے تھے؟ تو ان کے متعلق توریت میں اچھی نہیں بری ہی روایتیں ملتی ہیں، لیکن اسے جانے دیجیے، مان لیجیے کہ یہ بہت اچھے تھے جب بھی بہر حال پیغمبر تو نہ تھے اور قرآن کے بیان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ پیغمبر کے ہوتے ہوئے، نبی برحق کی موجودگی کے باوجود ملت کو ضرورت سیاسی و جنگی اغراض کے لیے ایک اور "لیڈر" یا سردار کی محسوس ہوئی، پیغمبر نے اس درخواست پر صاد فرمایا، اللہ کے ہاں سے درخواست منظور ہوئی، ایک اور شخص مقرر کیا گیا، اور قرآن مجید نے اس کی وجہ تخصیص اس کے زہد و تقویٰ کو نہیں بیان کیا بلکہ کہا تو یہ کہ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ، ہم نے اسے ملک گیری کے علوم میں اور جسمانی حیثیت سے فضیلت دے رکھی تھی،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گویا قرآن مجید نے یہ فتوے صاف صاف دیدیا کہ :

(۱) نبی کے ہوتے بھی امت کی ملکی اور "سیاسی سرداری" کسی اور کے ہاتھ میں آسکتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ نبی باوجود فضائل و کمالات "ملکی سرداری" کی "صلاحیت" نہ رکھتا ہو یا کم رکھتا ہو۔

(۲) اس لیڈر میں خاص وصف یہ ہونا چاہیے کہ وہ ملکی و سیاسی جنگی اصول و مسائل کا ماہر ہو۔

(۳) ایسے لیڈر کی ماتحتی میں قتال فی سبیل اللہ جیسا خالص و مخلصانہ فرض بھی انجام دیا جاسکتا ہے۔

(۴) ایک ہونے والے پیغمبر (حضرت داؤد) تک جہاد اسی لیڈر کی ماتحتی میں کرسکتے ہیں۔"

اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمان اس وقت بنی اسرائیل کی سی حالت میں گرفتار ہیں پھر جماعت اسلامی موجودہ قیادت عظمیٰ کو تسلیم کرکے ایک جھنڈے کے نیچے ہوکر کام کیوں نہیں کرتی جب کہ اس قرآنی تحقیق کے مصنف کے بیان کے مطابق اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی "قیادت" مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے جس کا خاص وصف ہی یہ ہے کہ وہ "ملکی و سیاسی جنگی اصول و مسائل" میں حیرت انگیز مہارت رکھتی ہے ــــــ اور اگر یہ تحقیق صرف "الهوی السیاسی" پر مبنی ہے تو عرض ہے کہ (الف) طلاق و نفقہ اور زکوٰۃ کے احکام و مسائل کے درمیان بنی اسرائیل کی تاریخ کے اس واقعہ کو طنز کی زبان میں بیان کرنے سے مقصود کیا ہے؟ اور سیاق و سباق سے اس کا ربط کیا ہے؟ (ب) یہاں پر "ملک" کا مفہوم کیا ہے، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ "دین و سیاست" دو الگ الگ چیزیں ہیں؟ (ج) اگر دین و سیاست الگ الگ چیزیں نہیں ہیں اور اگر بنی اسرائیل نے اپنے اس دور انحطاط میں "نبوت" کے باوجود "ملوکیت" کا مطالبہ کیا تھا تو حضرت شموئیل علیہ السلام کو ان کا یہ مطالبہ قطعی طور پر رد کردینا تھا، اور قرآن کو اس پر نکیر کرنی چاہیے تھی۔

جواب: یہ ساری غلط فہمی کچھ تو تورات اور قرآن سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور کچھ اتباعِ ہوا اور تفسیر بالرائے کا۔ اس وقت اس مسئلہ پر کسی تفصیلی بحث کے لیے فرصت نہیں ہے، اس وجہ سے محض آپ کے اطمینان کے لیے چند اصولی باتوں کی طرف اشارہ کروں گا۔ اگر بعد میں ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ اس پر مفصل بحث لکھ دی جائے گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنی اسرائیل میں ملوکیت کا سلسلہ جو شروع ہوا تو یہ نبوت کے تحت تھا، نہ کہ اس سے آزاد۔ ہر بادشاہ کے عہد میں ایک نبی بھی ہوتا تھا جس کی حیثیت وقت کے نظام سیاسی و اجتماعی کے اندر وہی ہوتی تھی جو نظام جسم کے اندر آنکھ کی پتلی کی یا دل و دماغ کی ہوتی ہے۔ جس طرح تمام اعضا آنکھ کی رہنمائی میں چلتے اور دل و دماغ کے افکار و عزائم کے پابند ہوتے ہیں، اسی طرح بنی اسرائیل کے بادشاہ بھی وقت کے نبی کے ہاتھ میں بمنزلہ آلہ کے ہوتے تھے جن کو وہ خدا کے احکام کے مطابق اقامت دین کے مقصد میں استعمال کرتا تھا۔ یہ بادشاہ نبی کے حکم سے متعین ہوتے، اسی کی ہدایات کے مطابق سارے مفوضہ فرائض انجام دیتے، اسی کے آگے مسئول ہوتے اور اگر معزول کر دیے جانے کی کوئی وجہ پیش آجاتی تو نبی ہی کے حکم سے معزول کر دیے جاتے۔ ان کا سیاسی اختیار و اقتدار ان جنرلوں کے اختیار و اقتدار سے زیادہ نہ ہوتا تھا جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگی مہم کو انجام دینے کے لیے مامور فرماتے، یا جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر و شام وغیرہ کی تسخیر پر مامور کیا تھا، مثلاً حضرت خالد، حضرت ابو عبیدہ اور عمرو بن العاص وغیرہ۔ ان لوگوں کے لیے ملک (بادشاہ) کا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ بھی اصطلاحی طور پر (Monarch) کے مفہوم میں استعمال نہیں ہوا ہے، بلکہ صرف "با اقتدار" کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور یہ اقتدار نبی کی وساطت سے خدا کا بخشا ہوا نیابتی اقتدار ہوتا تھا نہ کہ کلی اور ذاتی۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی مدح کے مواقع پر ملک کا لفظ آیا ہے وہاں اس کا مفہوم یہی ہے نہ کہ مستبد بادشاہ کا۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس کے دلائل خود اسی واقعہ کے سلسلہ میں تورات میں بھی موجود ہیں اور اس کے اشارات قرآن مجید میں بھی ہیں۔ مثلاً:

(۱) قرآن مجید سے صاف واضح ہے کہ طالوت اپنی سرداری اور قیادت کا دعویٰ لے کر نہ تو خود اٹھے تھے اور نہ قوم نے اپنی پسند سے ان کو اپنی سرداری اور قیادت کے لیے انتخاب کیا تھا، بلکہ قوم نے وقت کے اصل امام اور سردار یعنی نبی سے درخواست کی کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے کام کے لیے ایک سردار مامور کر دیجیے۔ ملاحظہ ہو اِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ (جب کہ انھوں نے اپنے ایک نبی سے کہا آپ ہمارے لیے ایک سردار مقرر کیجیے کہ ہم راہ خدا میں جہاد کریں)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ اللہ کے حکم سے طالوت کو منتخب کیا اور ان کو اپنے اقتدار کے تحت اقامتِ جہاد کی خدمت پر مامور کیا کما قال اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا (اس نے تمہارے لیے طالوت کو سردار مقرر کیا ہے) بعینہٖ یہی بات توریت سے بھی ثابت ہے کہ اس سرداری اور سپہ سالاری کے منصب پر طالوت کا تقرر حضرت سموئیل کے حکم سے ہوا جس کا رسمی طریقہ یہ تھا کہ انھوں نے ان کے سر پہ وہ تیل ملا جو بنی اسرائیل میں کسی منصب پر ماموریت کا نشان سمجھا جاتا تھا۔

"پھر سموئیل نے تیل کی کپی لی اور اس کے سر پہ انڈیلی اور اسے چوما اور کہا کیا یہی بات نہیں ہے کہ خداوند نے تجھے مسح کیا کہ تو اس کی میراث (بنی اسرائیل) کا پیشوا ہو" (۱۰ باب ۱ سموئیل)

(۲) طالوت کو جن لائنوں پہ کام کرنا تھا اس کا پورا نقشہ وقت کے نبی حضرت سموئیل کا تیار کیا ہوا تھا، چنانچہ حضرت طالوت کے تقرر کے بعد حضرت سموئیل نے زبانی اور تحریری ہدایات دیں تاکہ طالوت انہی ہدایات پر عمل کریں۔

"پھر سموئیل نے لوگوں کو حکومت کا طرز بتایا اور اسے کتاب میں لکھ کر خداوند کے حضور رکھ دیا۔" (۲۵ باب ۱۰ سموئیل)

(۳) حضرت سموئیل نے اس موقع پر بنی اسرائیل اور سردار طالوت کو ٹھیک اسی طرح کی ہدایات دیں جس طرح کی ہدایات آنحضرت صلعم اپنے افسروں کو یا حضرت عمرؓ اپنے جنرلوں کو کسی مہم پر بھیجتے وقت دیا کرتے تھے:

"اگر تم خداوند سے ڈرتے اور اس کی پرستش کرتے اور اس کی بات مانتے رہو، اور خداوند کے حکم سے سرکشی نہ کرو اور تم اور وہ بادشاہ بھی جو تم پر سلطنت کرتا ہے خداوند اپنے خدا کے پیرو بنے رہو تو خیر، پر تم اگر خداوند کی بات نہ مانو، بلکہ خداوند کے حکم سے سرکشی کرو تو خدا کا ہاتھ تمھارے خلاف ہوگا۔"

(۴) طالوت سے جب مفوضہ خدمت کی انجام دہی میں بعض کوتاہیاں ہوگئیں تو حضرت سموئیل نے ان کو سختی سے ڈانٹا بھی اور ان کی منت و خوشامد کے باوجود ان کو معزول بھی کر دیا:

"سموئیل نے ساؤل (طالوت) سے کہا، تو نے بیوقوفی کی تو نے خداوند اپنے خدا کے حکم جو اس نے دیا، نہیں مانا ورنہ خداوند تیری سلطنت بنی اسرائیل میں ہمیشہ تک قائم رکھتا لیکن اب تیری سلطنت قائم نہ رہے گی کیونکہ خداوند نے ایک شخص کو جو اس کے دل کے مطابق ہے تلاش کر لیا ہے، اور خداوند نے اسے اپنی قوم کا پیشوا ٹھہرایا ہے اس لیے کہ تو نے وہ بات نہیں مانی جس کا خداوند نے تجھے حکم دیا تھا۔" (سموئیل)

توریت کے ان اقتباسات سے یہ حقیقت واضح ہے کہ طالوت کی یہ سرداری اور لیڈری سو فیصدی وقت کے نبی کے امر و حکم کے تحت تھی، نہ کہ نبی کی ماتحتی سے آزاد۔ طالوت نبی کے حکم سے لیڈر بنائے گئے تھے، اور نبی ہی کے بنائے ہوئے نقشہ پر انھوں نے کام کیا اور بالآخر نبی ہی کے حکم سے سرداری کے منصب سے معزول کر دیئے گئے۔ طالوت کی امارت اللہ کے قانون اور اللہ کے دین ہی کو غالب

© rasailojaraid.com